ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8
No.2, 2024

ریاض حسین چودھری کے شعری مجموعے "آبروئے ما" میں علامت نگاری

Symbolic teachnique's of Riaz Hussain chaudhry's poetry collection "Abroye Ma".

شگفتہ عثمانی
پی ایچ ڈی سکالر
ڈاکٹر الماس خانم
ایسوسی ایٹ پروفیسر
گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور۔

Shagufta Usmani
Ph.D Scholar
Government College University Lahore.
Dr. Almas Khanum
Associate Professor
Government College University Lahore.

Riaz Hussain chaudhry is one of the most famous Naat's poet of urdu literature . It is to worth mentioning that Riaz Hussain chaudhry is a poet of unique norms of religious poetry. He deliberately experience to communicate his emotions, school of thought with remararkable poetic virtue of symbolism with due boundries of religon. The main purpose of study is to reveal symbolism in his Naat book Abroye Ma.

کلیدی الفاظ: آبروے ما۔ قلم۔ روشنی۔ شبستان۔ چشمِ تر۔ حرف تازہ۔ بہار۔ بادِ بہاری توصیف کی شبنم۔
Riaz Hussain chaudhry-Poet- symbolism.

ریاض کا "ریاض" نصف صدی پر محیط ہے۔ اس دوران میں آپ دنیائے ادب سے ایک دن کے لیے بھی غیر حاضر نہیں رہے۔ ریاض حسین چودھری وطن کے ممتاز نعت نگار ہی نہیں معروف غزل گو بھی ہیں۔ آپ ۸ نومبر 1941 کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی الحاج چودھری عبدالحمید نامور صنعتکار اور تاجر تھے۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں مرے کالج میگزین کے دو سال مدیر رہے۔

آپ کالج کی بزم اردو کے صدر بھی تھے۔ 1963 میں مرے کالج ہی سے گریجویشن کیا۔ دو سال تک لاء کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور کے مجلے "المیزان" کے اردو سیکشن کے بھی مدیر رہے۔

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8
No.2, 2024

ریاض کے تعلیمی سفر میں مرے کالج میں آسی رامپوری کی شخصیت ان کی ادبی تراش خراش اور سخن وری کی آبیاری کرتی رہی۔ ریاض مرے کالج میگزین کے مدیر اور بزم اردو کے صدر رہے جو ان کی اردو ادب سے دلچسپی اور مہارت کا ثبوت ہے۔۔۔۔ بار حلقہ ارباب ذوق کے سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے۔ رائٹرز گلڈ سب ریجن کی سیکرٹری شپ بھی کرتے رہے۔

ڈاکٹر خورشید رضوی ان کے نعتیہ مجموعے "آبروئے ما" کے دیباچے میں لکھتے ہیں۔ "ریاض حسین چودھری ابتداء ہی سے اپنی فنی توجہ نعت گوئی پر مرتکز رکھے ہوئے ہیں اور اس میدان میں ان کی خدمات کا اعتراف قومی سطح پر کیا جا چکا ہے چنانچہ ان کے دو نعتیہ مجموعے "رزق ثنا" اور خلد سخن صدارتی ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب کی طرف سے سیرت ایوارڈ بھی ان کے حصے میں آیا۔ جادہء نعت پر چودھری صاحب کا بے تکان سفر وفاداری واستواری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

ریاض حسین چودھری نے 20 سے زائد مجموعے تقریباً ساٹھ ہزار اشعار اردو ادب کو دیئے ان میں سے چھ صدارتی و سیرت ایوارڈ کے حق دار ٹھہرے۔ ان کی کتاب "تمنائے حضوری" بیسوی صدی کی آخری طویل نظم اور "سلام علیک" اکیسویں صدی کی پہلی طویل نظم ہے۔

35 سال کاروباری زندگی میں مصروفیت کے باوجود ان کا قلم مذہبی شاعری میں مصروف رہا پھر 1996 میں تحریک منہاج القرآن سیکریٹریٹ لاہور کے پندرہ روزہ "تحریک" کے دس سال تک مدیر اعلیٰ کے بھی فرائض سرانجام دیتے رہے۔

نئے علوم اور جدید سائنس نے بہت سے راز کھولے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہمارے ذہنوں میں چھپی دنیائیں ہیں۔ جو ہمارے قول و فعل میں کسی نہ کسی انداز میں افشا ہو کر رہتی ہیں۔ ہمارے رویوں کے مخصوص انداز، ماحول، حالات وواقعات کے تناظر میں جانے جا سکتے ہیں۔ بعنیہٖ ہم ادبی دُنیا کے حساس ترین شعبے یعنی شاعری میں کسی بھی شاعر کے اس نفسیاتی رویے کو اس کے اندازِ بیان میں اس طرح تلاشنے کا کام کرتے ہیں کہ مذکورہ شاعر کا کلام دوسروں سے جُدا ٹھہرتا ہے۔ گویا کلامِ شاعر اس کے ماحول، حالات وواقعات کا بہت حد تک پیغام رساں ہوتا ہے۔

"شاعر کن باتوں کا بار بار اعادہ کرتا ہے اور اکثر کن افکار کے گرد گھومتا ہے۔ کلام کا تعلق شاعر کے ذہن سے کیا ہے۔" ۱

ہر شاعر کا مخصوص علامتی پیرایہ ہوتا ہے جو اس کی داخلی دُنیا کے لیے خارجی لہجہ سمجھا جاتا ہے۔

ژنگ کے بقول" علائم کی زبان وہ زبان ہے جس میں خارج کی دُنیا باطن کی دُنیا کی علامت ہے۔ اور علامت ہماری روح اور ذہن کے لیے۔"

ژنگ علائم کے چار نفسی، معاشرتی، تاریخی اور ذاتی پہلو بیان کرتا ہے۔ جو ماضی کی طرف مراجعت کرتے ہوئے مستقبل میں ہوتے ہیں۔ فروم ابلاغ کی بنیاد روایتی، اتفاقی اور آفاقی بتاتا ہے۔" ۲

"مرفی کے نظریے کے مطابق "علامت ایک طرح کا اشارہ جو ہم دور افتادہ اشیاء کے لیے متعین کر لیتے ہیں۔ تصوری و حقیقی دو سمتوں میں حرکت کرتے ہوئے یعنی ماضی سے مستقبل کی طرف۔ مقصد نفسیاتی حالت کا ابلاغ ہوتا ہے۔" ۳

ہر فرد کا علامتی پیرایہ (یعنی داخلی کائنات) دوسرے سے یکسر مختلف ہوتا ہے کیونکہ جو اشارات، کنایات اور تلازمات اور مبہج کسی فرد کے لیے فراہم ہوں وہ اس کی اپنی شخصیت کے آئینہ میں مختلف معنی کے حامل ہوتے ہیں بمقابلہ دوسرے شخص کی ساخت کے عادات اور رویوں کے یہ بات قابل ذکر ہے شاعر کا تخیل اُس کے جزبات اور شخصیت کا اظہار ہے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شاعر کے خیالات اُس کے تجربات، مشاہدات، دروں بینی کی تشکیل پذیری ہے جو وہ اپنی قابل رسائی کائنات، اپنی تہذیب، اپنے مذہب یا جغرافیائی سیاسی، معاشی اور معاشرتی رویوں سے حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے جذبات واحساسات کو بیان کرنا چاہتا ہے تخلیقی عمل اس کی خلقت میں ہے جو اسے ہر لمحے بے چین رکھتا ہے۔ اور اپنے احساس کے تموج کو مختلف اصنافِ شعری میں راہ دیتا ہے کہیں حمد، نعت، قصیدہ، مثنوی رباعی، مسدس، مخمس تو کہیں منقبت اور مرثیہ دکھائی دیتے ہیں۔ متنوع عناصر کا تال میل، تازگی، شیفتگی، شگفتگی اثر آفرینی، ندرت خیال، صفائی، شستگی، فصاحت وبلاغت، موسیقیت، تغزل کو علامتی پیرایہ میں ایک مکمل تخلیقی عمل بناتا ہے۔ شاعر کا تخیل ہی وہ قوت ہے جو معلومات کے ذخیرے کو ایک نئی ترتیب دے کر نئی صورت بخشتی ہے دلکش پیش کش تخیل کو خیال سے نکال کر اسلوب میں کار فرما دکھائی دیتی ہے۔ شاعری کو اگر مذہبی اصناف میں دیکھیں تو علامتی پیرایہ خاص معنویت لیے ہوتا ہے۔ اب وہ علامتیں آفاقی ہوں یا جغرافیائی شاعر کے مشاہدات و تجربات کی عکاس ہوتی ہیں۔ اس کی تشکیل پذیری میں معنوی درون بینی کا رنگ بہت وضاحت سے دکھائی دیتا ہے۔ ریاض حسین چودھری کی شاعری میں علامتی پیرایہ ایک منفرد اسلوب کی علامت ہے۔ اس سلسلے میں ان کے معاصرین کا کہنا ہے۔ حفیظ تائب لکھتے ہیں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8
No.2, 2024

،،ریاض حسین چودھری کی نعت میں استعاروں کا خمیر دین و آئین رسالت کے ساتھ ساتھ عہد جدید کے معتبر حوالوں سے اٹھا ہے ان میں تقدس بھی ہے اور تازہ کاری بھی،اس کا اسلوب اردو شاعری کے تمام ترجمالیات سے مستیز ہے اور اسے جدت کا معیار قرار دیا جاسکتا ہے(پیشوائی۔زر معتبر۔ص:23)

سید صبیح الدین رحمانی کا خیال ہے،،ان کے کلام میں بے کراں وارفتگی،والہانہ پن،سر شاری،تازہ کاری اور گہری ارادے کا سمندر موجزن ہے،،(فلیپ۔آبروئے ما)

پروفیسر عاصی کرنالی رقمطراز ہیں،،ریاض حسین چودھری کی نعت میں وہ تمام فنی اور معنوی تلازمات ہمیں نظر آتے ہیں جو روایت سے جدت کی جانب سفر ارتقاء کرتے ہوئے عصری نعت میں ہونے چاہئیں(دیباچہ۔رزق ثنا)

ریاض حسین چودھری کی کتاب آبروئے ما جوان کا دسواں نعتیہ صدارتی و سیرت ایوارڈ یافتہ مجموعہ ہے جس کا حرفِ آغاز ڈاکٹر خورشید رضوی کے قلم سے لکھا گیا۔علائم نگاری کے باب میں اس مجموعہ نعت کا تنقیدی جائزہ پیش ہے۔ تخلیقی عمل سے گذرتے شاعر کا ہر لفظ اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ وہ اس کی ذات اور مہارت کا عکس ہو۔ لفظوں کا انتخاب و استعمال،جذبات کو تموج،احساس کا تحرک اور شعور کی رواس تخلیقی عمل کا یوں معمول بن جائے کہ حسن شعری ایسا اسلوب بنے جو پیرایۂ اظہار کے اس روپ کی ڈھلک ہو جو حسی نعت کی معنوی تہوں کی جڑت سے تشکیل پائے۔ مرصع ساز لفظوں کا ایسا نگینہ جڑے جس کی ہیت و تیکنیک میں کسی قسم کا بدلاؤ، تغیر شاعر کے تخلیقی عمل کو تقریباً ختم کردے۔وہ فن شعری کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ اُن کے نعتیہ یا مذہبی اصناف پر مشتمل مجموعہ ہائے کلام کو مذہبی رنگ کے ساتھ ساتھ ادبی قدروں کی کسوٹی پر بھی جانچا جاسکتا ہے۔

سو،آبروئے ما میں سے منتخب کلام میں مستعملہ علامتی پیرایہ اظہار کو انکے منفرد اسلوب کے اظہاریہ کی علامت کے طور پر ملاحظہ فرمائیں۔

ہوں بوقت نعت گوئی عشق کے محراب میں

خوشبوئیں ، جگنو، دھنک، بادِ بہاری، تتلیاں4

خط کشیدہ علامتیں جغرافیائی رنگ کے لیے ہوئے ہیں۔ شاعر اپنی نعت گوئی کے وقت خود کو عشق کے محراب میں موجود پاتا ہے توصیف نبی ﷺ کے قیمتی لمحوں، لفظوں کی بُنت میں گویا خوشبوؤں کا جھونکا آتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات سراپا خوشبو ہے۔ جگنوؤں جیسے لفظ آپ ﷺ کی ذات سے جڑے ہیں جو گمراہی میں ڈوبے،اندھیاریوں میں کھوئے لوگوں کو راہ دکھاتے،دھنک آپ ﷺ کے کردار کی، بہار کی ہوا کی طرح زمانے کی خزاں کو خزاں دکھاتی پھرتی اور شاعر مزید لکھتا ہے کہ مجھے یہ شدت سے محسوس ہوتا ہے خوشبو، جگنو،دھنک اور بادِ بہاری کی علامتیں آپ ﷺ کے ذکر کی گھریوں کو مجسم بنا کر پیش کرنے میں شاید میری مددگار ہو جاتی ہیں۔توصیفِ نبی ﷺ کے گلشن میں تتلیاں میرے لفظوں کو دلفریب بناتی ہیں کہ باغ میں گل نے آپ ﷺ سے سیکھا بقول جامی:

گل از رخت آموختہ نازک بدنی را

شاعر اپنے لفظوں کے لیے ان علامتوں کو بطور مستقل استعارہ استعمال کر رہا ہے۔

کروں بیان کہانی استعاروں میں

حضور ﷺ طرز فغاں بھی علامتی مانگوں5

علامتی پیرایہ ریاض حسین چودھری کی شاعری کا وہ لہجہ ہے جسے اُس نے دربار مصطفےٰ ﷺ سے دستِ طلب بڑھا کر لیا ہے جیساکہ مندرجہ بالا شعر ظاہر کر رہا ہے کہ وہ اسی خاص رنگ شاعری کے ذریعے اپنے فن کا عروج چاہتے ہیں۔اُن کی مذکورہ کتاب میں علامت جو استعارے کو ایک مستقل شکل دینے کا وسیلہ ہے، کو بڑی عرق ریزی کے بعد اپنی نعت نگاری بھرپور انداز سے استعمال کیا۔اس کے لیے وہ آقا ﷺ کے در پر دست دُعا دراز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھے وہ پیرایہ بیان عطا ہو جس میں اپنا قصہ ّغم استعاراتی لہجے میں لکھوں اور میری طرزِ فغاں،آہ و زاری بھی شاعری کے تقاضوں کو پورا کرے۔

میرے ہاتھوں کو بوسہ دے رہی ہیں چاند کی کرنیں

HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8
No.2, 2024

میں بھی صاحبِ شق القمر کی نعتیں لکھتا ہوں6.....کرنیں اور صاحبِ شق القمر ایک دوسری کی وضاحت کرتی علامتیں ہیں۔ایک طرف شاعر اپنے اعزاز پر نازاں ہے کہ چاند کی کرنیں میرے ہاتھوں کو چوم رہی ہیں کیونکہ وہ اس عظیم ہستی کے ثنا گو ہیں جنھوں نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا تو دوسری طرف وہ چاند کی جغرافیائی علامت اور صاحبِ شق القمر کو ایسی جڑت میں لاتا ہے دونوں نبی کریم ﷺ کے معجزے کی ابدیت کی علامت بن کر شعری حُسن کو لازوال بناتی دکھائی دیتی ہیں۔

میری سرشت میں شامل ہیں چاند کی کرنیں
تمام فن میرا تفسیر کی روشنی ہے 7

مندرجہ بالا شعر میں چاند کی کرنیں ایک نعت گو میں سماتی دکھائی گئی ہیں جو شاعر کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ ثنا گوئی کی معراج فن کو جلد بخشنے کا سامان آقا ﷺ کی زندگی میں پوشیدہ ہے کہ آقا ﷺ کو قرآن نے سراجا منیرا کہا۔شاعر کی نعت گوئی سیرت مطہرہ سے روشنی حاصل کرتی ہے سو اس کا فن جو اُس کی فطرت ثانیہ بن چکا ہے سراپا روشنی ہے۔چاند کی کرنیں کی علامت کا منظر برجستہ استعمال دیکھا جا سکتا ہے کہ جیسے وہ دلوں کو ٹھنڈ پہنچاتی ہیں اسی طرح میری نعت گوئی بھی نبی کریم ﷺ کی سیرت سے ٹھنڈ پاتی روشنی بن گئی ہے۔ اس کا فن اسی سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

وجد کے عالم میں ہوں گی دل کی دھڑکنیں تمام
گنبدِ خضرا کے بوسے لے گی جب میری نظر 8

گنبدِ خضرا دل کی علامت ہے اور مصرعہ اولی میں وجد کی علامت داخلیت کا عنصر لیے ہے عاشقانِ نبی ﷺ کا دل گنبد خضرا سے خاص جڑت رکھتا ہے اور وجد کو دل دھڑکنوں کے ساتھ جوڑ کر شاعر نے اپنے اندر کی دل کی کیفیت کو ایک خاص علامتی پیرایے میں بیان کیا ہے۔

لیتا ہوں میں بھی گنبدِ خضرا سے سبز رنگ
بوٹے تمام میرے ہرے کے ہرے رہے 9

سبز رنگ، سبزہ جغرافیائی علامت ہے زندگی کی تازگی نشوونما پانے کی، شادابی کی،اسی لیے شاعر نے اس علامت کو رازِ زندگی سے جوڑا ہے۔وہ کہتا ہے کہ میں نے گنبدِ خضرا سے سبز رنگ پایا۔یہی وجہ ہے کہ اُس کے ارد گرد خوشی،اطمینان،اور سکون کے بوٹے (یہ بھی جغرافیائی علامت شادابی و رتازگی کی) ہیں۔گنبد خضرا اور بوٹے کی علامتیں اُس کی پُر سکون ،تروتازہ،زندگی،نعت نگاری کی تازہ کاری کا اظہار ہیں۔

ہریالی ہے سبز گنبد کا عمامہ
شاداب ازل سے ہی گلستان کی ہوا 10

گنبد سبز کی علامت مندرجہ بالا شعر میں بھی تروتازہ شاداب چمن کے لیے استعمال کی۔یہ مذہبی و جغرافیائی علامتوں کا امتزاج ہے جس سے شاعر اندرونی کیفیات دربیان ہے۔

گنبد حضرا بخوبی قاری تک پہنچ رہی ہے۔تمام خط کشیدہ علامتیں شاعر کے گہرے مشاہدے اور بھرپور استخراجی مزاج کی عکاس ہیں۔

رہیں ان کے در پہ کاسہ بکف مہر و مہتاب
اک روشنی ازل سے ہے کردار مصطفیٰ 11

آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات کو قرآن نے تقلید بہترین نمونہ قرار دیا۔روشنی کی علامت کو استعمال کرتے ہوئے شاعر آپ ﷺ کے کردار کو مینارہ نور استعارہ بنا دیا کہ اہل علم جو روشنی پھیلانے والے ہیں وہ بھی اُن کے در پہ کاسہ بکف ہیں کہ روشنی عطا ہو کیونکہ آپ ﷺ کو قرآن نے روشن چراغ (منبع) کہا ہے۔ریاض حسین چودھری کی علامت نگاری قرآن کی بیان کی شاعرانہ تفسیر ہے، تفصیل ہے۔

انہی کی سیرت اطہر سے روشن مکتب جاں ہے

دکان شیشہ گر سے تم کتاب ارتقا مانگو 12

مندرجہ بالا علامت خط کشیدہ سیرت طیبہ پر عمل کرنے کو ارتقا کی معراج ثابت کر رہی ہے مکتبِ جاں، دکان شیشہ گر اور پھر کتابِ ارتقا وہ استعارے ہیں جو شاعر کے قلم نے سیرت مصطفیٰ ﷺ کی روشنی تابانی کو ظاہر کرنے کے لیے بطور علامت استعمال کیے ہیں جو شاعر پختہ شعور، تجربات، مشاہدات اور دروں بینی کی تشکیل پذیری ہے جو وہ اپنی قابل رسائی کائنات اور مذہبی اور معاشرتی رویوں سے حاسل کرتا ہے۔

میلاد النبی ﷺ کا موضوع شعرا نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے آبروئے ما کے شاعر کا انداز دیکھیں۔

ہلالِ عید میلاد النبی ﷺ نے کہا مجھ سے

صبا کے ہاتھ میں شاخ ثمر دینے کا موسم 13

شاعر نے ہلال (پہلی رات کا چاند) صبا (صبح کی ہوا) اور شاخ ثمر (پھل دار شاخ) تینوں آفاقی استعمال کیں۔ ہلال نیا چاند خوشیوں کا آغاز کا نام ہے دنیا جو بدترین معاشرتی و معاشی حالات کا شکار تھی سو ایک نئے دور میں داخلے کا پیام آپ ﷺ ولادت کے چاند لے کر آیا دوسری طرف صبح کی ہوا، دلوں کو ٹھنڈ پہنچانے والی ہوتی ہے سو آپ ﷺ کی آمد دنیا کو بار آوری کا منظر دکھانے کے لیے اس ہو کی ہم رکابی کا موسم لے آئی۔ نئی امنگوں، نئے جذبوں کے اُبھرنے کا موسم آپ ﷺ کی ولادت کا چاند ایسے ابھرا گویا صبا جو گھر گھر پیغام لے جانے والی ہے اُس نے کائنات کو خوشیوں کا موسم آجانے کی خبر دی۔ علامتوں کا استعمال چابکدستی سے کرنا فن شعری کو جلا بخش دیتا ہے۔

آمنہ کے لال کا جشن ولادت ہے ریاض

چوم لے میری مصور اس زمیں کو آسماں 14

شاعر نے جشن ولادت کی خوشی میں زمین (گھر، گلیاں، مساجد) سجانے کے اہتمام کو بڑی محبت سے بیان کیا اور لکھا کہ سیدہ آمنہؓ کے لال کے جشن ولادت کو ہم تزک و احتشام سے مناتے کہ زمین رشک فلک لگنے لگتی ہے گویا آسمان اس سجی ہوئی زمین چومتا فرش پر چراغاں اور آسماں پر ستارے سب جگمگاتے جشن مناتے محسوس ہوتے ہیں شاعر کے علامتی نظام پیرایے پر نظر ڈالیں تو لال اساطیری لہجہ کی اور جشن ولادت مخصوص مذہبی علامت جب کہ زمین و آسمان آفاقی ان میں بھی زمین کے سجے ہونے کو مصور کہہ کر شعر کی اثر آفرینی کو بڑھاتا ہے۔

اجازت آپ سے لے کر ولادت کے مہینے میں

کسی کے آنسوؤں کے قافلے مدینے میں ٹھہرے ہیں 15

خوشی اور شکر گذاری کی کیفیت میں آنسو بے اختیارانہ بہہ نکلتے ہیں شاعر کے تخیل کی پرواز نے اسے ایک کوزے بند کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آنسوؤں کے قافلے کی علامت تشکیل دی مدینہ کی مذہبی علامت اور ولادت آفاقی علامت کے طور پر استعمال کی جیسا کہ ہر شاعر کا علامتی پیرایہ مختلف رمز و کنایہ، تلازمات کا حامل ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کی شخصیت کا آئینہ ہونے کی بنا پر دوسرے سے مختلف معنی کے حامل ہو سکتا ہے۔ اسی شعر میں ایک اور بات محسوس کی جاسکتی ہے کہ شکر گذاری میں بہتے آنسوؤں کے قافلے دربار محمد ﷺ میں داخلے کی اجازت لیتے ہیں اور اجازت لینا کسی بھی دربار کے لیے برمحل ہے کہ روایت کی پاسداری نظر آتی ہے اور اللہ کریم کے حکم کی بجا آوری بھی کہ آپ کے دربار میں حاضری کے لیے اجازت لینا ضروری ہے شعور کی رو بھی محسوس کی جاسکتی ہے۔ صدیوں کا سفر شاعر لمحوں میں کروا رہا ہے۔ ذہن کے پردوں پر وہ منظر تر و تازہ کیا جا رہا ہے۔

حسان خوش نوا سے اقبال تک کا لہجہ

ہر ایک صدی کا لہجہ بنا رہے گا 16

حسانؓ نعت کے حوالے سے مستند ترین مذہبی علامت جب کہ اقبال شاعر مشرق سو ایک جغرافیائی علامت کے ذریعے شاعر نے صدیوں کے فاصلے کو دو علامتوں میں سمیٹ دیا ہے۔ کہ حسانؓ نعت کے ابتدائی (دورِ نبی ﷺ) مگر پختگی کے بے مثل مقام کے حامل ممدوح نبی ﷺ اور شاعر نے صدیوں کے سفر کی روایت کو اقبال تک لا کر ان میں موجود مشترک علامت لہجہ (انداز، طریقہ) یعنی ادبی علامت (قاری کے سامنے لا کھڑی کی) تراشی یعنی نعت نبی ﷺ لکھنے کا انداز ایسا بیان ایسا کہ حضرت حسانؓ کے اشعار کے جواب میں

شعرائے عرب (جنھیں اپنی فصاحت وبلاغت پر ناز تھا۔ عربی شاعری کی تاریخ بھی اس گواہی دیتی ہے) بغلیں جھانکنے لگ جاتے۔ دوسری طرف اقبال نے لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب کہہ کر نبی کریم کی شان وعظمت بیان کی۔

دھوون گلاب بن کے کھلا شاخ شاخ پر

دیوار و در جمال گلستان مصطفےٰ ﷺ 16

تمام خط کشیدہ علامتیں جغرافیائی بنیاد رکھتی ہیں۔ شاعر نے آقا ﷺ کی ذات مبارکہ کو گلاب کہا اور دنیا میں موجود پھول اس کا دھوون ہیں ہر باغ کے در و دیوار آقا ﷺ کے جمال کے ان کے باغ محبت سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ان کی ذات کی خوشبو نے کائنات کو مہکار کھا ہے۔ اسی بات کو حفیظ تائب بھی لکھتے ہیں

خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ

سب کی ہتھیلیوں پہ سجائے گئے گلاب دروازے رحمتوں کے ہمیشہ کھلے 17

اس شعر میں گلاب کی علامت کا ایک اور رنگ نظر آرہا ہے۔ آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو رحمتوں کے دروازے کھل گئے ہر ایک ہدایت کی خوشبو سے مہک گیا۔ گلاب کی علامت اس محبت کے لیے لکھی جو نبی کریم ﷺ کو نوع بشر سے ہے

تمام علامتیں گلاب ہو یا رحمتوں کے دروازے یا کھلے دروازے ہر ایک فصاحت و بلاغت اور تغزل کو علامتی پیرائے میں ایک مکمل تخلیقی عمل بناتی ہیں اس کا تخیل ان کے ذریعے اپنے شعور و فن شعری کے ذخیرے میں موجود علامتوں کو ایک نیا روپ اور نئی تازگی دے کر اپنا جدا اسلوب بناتا نظر آتا ہے۔

یا رسول اللہ مقفل روشنی کے در ہوئے

میری بستی میں بھی ہے تازہ ہوا مہنگی ہوئی 18

استمدادیہ لہجے میں برتی ان علامتوں کو دیکھیں ریاض حسین چودھری کا لہجہ مختلف انداز میں بولتا دکھائی دیتا ہے کہ اُمت اندھیاریوں میں یوں گُم ہو گئی ہے جیسے روشنی (آفاقی علامت) کو بند کر دیا گیا ہو جس کے لیے انھوں نے مقفل در (جغرفیائی) کے لفظوں کے ساتھ تازہ ہوا (آفاقی علامت) کے مہنگے ہونے کی بات کی ہے۔ انفرادی لہجے میں اجتماعی درد بیان کرنے کے لیے شاعر خط کشیدہ علامتوں نہایت دردمندی سے بیان کیا ہے۔

روشنی ساری کی ساری ان کے گھر کی ہے کنیز

سارے نقطے انھی کے نقطہ پرکار کے ہیں 19

مندرجہ بالا شعر میں روشنی کی آفاقی علامت جو کہ اجالا، نور وحدانیت کے لیے مستعمل ہے جو اندھیرے، ظلمت اور بے رواہ روی سے بچاتی ہے تقریباً تمام شعرا نے اسے انھی معنوں میں استعمال کیا ہے ریاض حسین چودھری نے اس کے ساتھ گھر کی کنیز کا جوڑ لگایا جس نے اس کی معنویت کو گہرائی عطا کی ہے۔ نقطہ اور نقطہ پرکار کا حسابی (ریاضی) کی علامتوں کو ایک نئے زاویے سے استعمال کیا یعنی روشنی کی کائنات کے تمام نقطے انھی کے گرد گھومتے ہیں۔

المختصر ریاض حسین چودھری نے اپنے شعری مجموعے آبروئے ما میں علائم کے ذریعے اپنے تخیل، جذبات اور شخصیت کا اظہار یہ دیا یعنی خیالات، تجربات مشاہدات اور دور بینی کو متشکل کیا۔ علامتی پیرایہ میں اسے ایک مکمل تخلیقی عمل اپنے تخیل کی قوت کی مدد اس طرح بنایا کہ وہ علائم ایک نئی ترتیب پا کر نئی صورت میں جلوہ گر ہو گئیں جس نے شاعر کے اسلوب کو انفرادی درجہ پر لانے میں خاص کردار ادا کیا۔

حوالہ جات

1. ڈاکٹر سلیم اختر، نفسیاتی تنقید، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1982، ص:44

2.ڈاکٹر غلام نبی(مرتب),اُردو میں نفسیاتی تنقید،پونے،اصول پبلیکشنز،2005,ص:130
3.ایضاً۔ص:134
4۔ریاض حسین چودھری،آبروئے ما،لاہور،القمرانٹرپرائزز،2014,ص:112
5.ایضاً۔ص:224
6.ایضاً۔ص:155
7.ایضاً۔ص:214
8.ایضاً۔ص118
9.ایضاً۔ص:209
10.ایضاً۔ص:177
11.ایضاً۔ص:159
12.ایضاً۔ص:207
13.ایضاً۔ص:87
14.ایضاً۔ص:30
15.ایضاً۔ص:179
16.ایضاً۔ص:156
17.ایضاً۔ص:100
18.ایضاً۔ص:77
19.ایضاً۔ص:78
20.ایضاً۔ص:159
21.ایضاً۔ص:167
22.ایضاً۔ص:219